ازعدالت عظمیٰ

4 دسمبر
1958

نارائن اور دو دیگر

بنام

ریاست پنجاب

(گجیندر گڈکر اور اے کے سار کر، جسٹس صاحبان)

فوجداری سماعت-اہم گواہ، کون ہے۔ جانچ میں ناکامی۔ اثر۔اگر ثبوت کو مسترد کرنے کے مترادف ہے-بھارتیہ شہادت ایکٹ، 1872 (1بابت1872) دفعہ 167.

کئی افراد نے ایک ایم پر حملہ کیا اور اسے شدید زخمی کر دیا۔ اس پر حملہ کرنے کے بعد حملہ آور اسے لے جا رہے تھے جب ایم کا بھائی آر اسے بچانے آیا اور اپنے دفاع میں ایک حملہ آور کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور ایم کو لے گیا۔ایم پر حملے کے لیے اپیل گزاروں سمیت آٹھ افراد پر مجموعہ تعزرات بھارت کی دفعات148,307اور دونوں کو دفعات 149اور34کے ساتھ پڑھاجائے،کے تحت مقدمہ چلایاگیا۔مقدمے کی سماعت میں استغاثہ نے آر کو گواہ کے طور پر پیش کیا، لیکن آر نے آئین کے دفعہ 20 کے تحت تحفظ کا دعوی کیااورشہادت دینے سے انکار کر دیا۔سیشن جج نے آر کے اعتراض کو برقرار رکھا اور استغاثہ نے اسے گواہ کے طور پر پیش کر دیا۔مقدمے کی سماعت کے بعد سیشن جج نے چار ملزموں کو بری کر دیالیکن اپیل گزاروں اور ایک دوسرے شخص کو مجرم قرار دیا۔عدالت عالیہ کے سامنے اپیل میں اپیل گزاروں نے زور دیا کہ سیشن جج کا یہ فیصلہ غلط تھا کہ آر دفعہ 20 کے تحفظ کا حقدار ہے اور اس فیصلے سے مقدمے کی سماعت خراب ہو گئی تھی جس کے تحت ملزم کو آر کی شہادت کے فائدے سے محروم کر دیا گیا تھا۔عدالت عالیہ کا خیال تھا کہ اگر آر کو ثبوت دینے پر مجبور کیا جاتا تو وہ استغاثہ کی حمایت نہیں کرتا لیکن اس نے جو کچھ بھی کہا ہوتا وہ دوسرے گواہوں کی قابل اعتماد گواہی کی تردید نہیں کرتا اور اس لیے آر کی جانچ کرنے میں ناکامی کسی بھی طرح سے کیس کے حتمی فیصلے کو متاثر نہیں کرتی۔عدالت عالیہ نے بظاہر شہادت ایکٹ کی دفعہ 167کو مدنظر رکھتے ہوئے۔نتیجے میں عدالت عالیہ نے سزاؤں کو برقرار رکھا۔اپیل گزاروں نے اپیل کی اور دعوی کیا کہ عدالت عالیہ کا نظریہ دفعہ167کے تحت جائز نہیں تھا۔ اور یہ کہ مقدمہ منصفانہ نہیں تھا کیونکہ آر، ایک اہم گواہ، کو عدالت سے باہر رکھا گیا تھا۔

مانا گیا کہ استغاثہ کی جانب سے گواہ کے طور پر آر کی جانچ کرنے میں ناکامی کی وجہ سے مقدمہ خراب نہیں ہوا۔دفعہ 167 نے اپیل گزاروں کی مدد نہیں کی کیونکہ یہ ایسا معاملہ نہیں تھا جس میں کہا جا سکے کہ اس دفعہ کے معنی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

وقوعہ پر پہنچا تھا اور منصفانہ مقدمے کی سماعت کو یقینی بنانے کے لیے استغاثہ کے لیے اس سے پوچھ گچھ کرنا ضروری نہیں تھا۔جہاں کسی اہم گواہ کو جان بوجھ کر یا غیر منصفانہ طور پر واپس رکھا گیا ہے، مقدمے کی صداقت پر سنجیدہ عکاسی کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی سزا کی صداقت کو چیلنج کیا جا سکتا ہے۔یہ دیکھناکہ آیاگواہاہم ہے، یہ کہ آیا وہ اس بیانیے کو سامنے لانے کے لیے ضروری ہے جس پر استغاثہ مبنی ہے اور یہ نہیں کہ آیا اس نے دفاع کی حمایت میں ثبوت دیا ہوتا۔

حبیب محمد بمقابلہ ریاست حیدرآباد، [1954] ایس سی آر 475 ؛ اسٹیفن سینی ویراتنے بمقابلہ دی کنگ، اے آئی آر 1936 پی سی289 ۔

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار :کی فوجداری اپیل نمبر186 بابت 1956 ۔

1954کے سیشن کیس نمبر 5 اور ٹرائل نمبر 5 بابت1954میں ایڈیشنل سیشن جج فیروز پور کی عدالت 16 جون 1954کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی 1954 کی فوجداری اپیل نمبر 389 اور 406 میں پنجاب عدالت عالیہ کے 18فروری 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے :ج گوپال سیٹھی، ودیا دھر مہاجن اور کے ایل اروڑا۔

جواب دہندہ کی طرف سے :این ایس بندرا، آر ایچ دھبر اور ٹی ایم سین۔

4دسمبر1958۔عدالت کا فیصلہ جسٹس سارکر کے ذریعے سُنایا گیا۔

جسٹس سارکر، آٹھ افراد پر مجموعہ تعزیرات بھارت دفعات 148, 307اور 364 دونوں دفعات 149 اور34 کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں کے تحت جرائم کے لیے، ایڈیشنل سیشن جج، فیروز پور کے ذریعے، مقدمہ چلایا گیا،فاضل سیشن جج

کی موجودگی معقول شک سے بالاتر ہے۔اس نے باقی چار، نارائن، جوت رام، گھیرو اور جلو کو دفعات 307 اور 364 کو34 کے ساتھ پڑھیں،کے تحت مجرم قرار دیا۔اس نے نارائن، جوت رام اور گھیرو کو دفعہ307 کے تحت تین سال اور 364کے تحت دو سال سخت قید کی سزا سنائی، ۔اس نے جلو کو ہر دفعہ کے تحت دو سال کی سخت قید کی سزا سنائی۔سزا یافتہ افراد کی اپیل پر پنجاب کی عدالت عالیہ نے سزاؤں کو برقرار رکھا لیکن جوت رام اور گھیرو کو دی گئی سزاؤں کو کم کر کے ایک سال کی سخت قید اور جلو کو پہلے ہی گزر چکی قید کی سزا دے دی۔اس نے نارائن کو دی گئی سزا کو برقرار رکھا اور اس کی اپیل کو مسترد کر دیا۔نارائن، جوت رام اور گھیرو نے اس فیصلے کے خلاف اس عدالت میں اپیل کی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

استغاثہ کا مقدمہ یہ ہے کہ ایک سلطان ایک کھیت کا مالک تھا جسے سماعت میں پلاٹ نمبر 97 کے طور پر بیان کیا گیا تھا۔ سہی رام اس زمین کا کرایہ دار تھا۔ اس واقعے سے پہلے کے سال میں زمین پر کاشت نہیں کی گئی تھی جس سے اس معاملے کا تعلق ہے اور اس کے بعد مالک نے اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔ 14 جون 1953 کو مالک کا بیٹا منی رام ایک ٹریکٹر پر ایک مزدور مولا رام کے ساتھ اسے جوتنے کے مقصد کے ساتھ کھیت میں پہنچا اور سہی رام کو حقیقت میں ہل چلاتے ہوئے پایا۔ منی رام نے سہی رام کو میدان سے باہر کر دیا۔ سہی رام نے احتجاج کیا لیکن بالآخر میدان میں اپنا ہل چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد منی رام نے اپنے ٹریکٹر سے کھیت کو جوتنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹریکٹر میں مکینیکل خرابی پیدا ہو گئی اور منی رام نے ہل چلانا بند کر دیا اور اس کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ جب منی رام کام میں مگن تھا، سہی رام سات افراد کے ساتھ موقع پر پہنچا، جس کا نام نارائن کے علاوہ پہلے ملزم جس کا نام پہلے ہی لیا گیا تھا، جو مختلف ہتھیاروں سے لیس تھے۔ جلو گھوڑے پر سوار ہو کر آیا تھا۔ وہ منی رام پر ٹھوٹ پڑے اور اس پر حملہ کر دیا۔ اسے بچانے کے لیے مولا رام پر بھی حملہ کیا گیا۔ اس کے بعد مولا رام نے بھاگنے کی کوشش کی جس پر سہی رام اور اس کی جماعت نے اس کا پیچھا کیا۔ جب سہی رام اور اس کی جماعت کی توجہ مولا رام پر تھی، منی رام اپنے ٹریکٹر میں سوار ہو کر میدان سے بھاگنے لگا۔ اس وقت نارائن ہاتھ میں بندوق لے کر گھوڑے پر پہنچا۔ اس نے مولا رام کے تعاقب کرنے والوں سے کہا کہ وہ اسے چھوڑ دیں کیونکہ وہ محض ایک کرائے کا آدمی تھا اور اس نے نشاندہی کی کہ اصل مجرم منی رام ٹریکٹر میں فرار ہونے والا تھا۔ یہ جماعت پھر مڑی اور منی رام کا پیچھا کیا۔ اپنے گھوڑے پر سوار نارائن نے جلد ہی منی رام کو پیچھے چھوڑ دیا اور اس پر اس وقت گولی چلا دی جب وہ ڈرائیور کی سیٹ پر ٹریکٹر پر تھے۔ منی رام ٹریکٹر سے نیچے گر گیا جو حرکت میں تھا، اورر خود ہی آگے بڑھا اور ایک درخت سے ٹکرا کر رک گیا۔ نارائن کا گھوڑا ٹریکٹر پر گر گیا اور زخمی ہو گیا۔ منی رام نے خود کو اٹھایا اور ایک مکھ رام کی جھونپڑی میں پناہ لی، جو قریب ہی تھی۔ اس کے بعد تعاقب کرنے والے آئے اور جوت رام نے جھونپڑی کے اندر منی رام پر گولی چلائی اور گھیرو نے بھی ایسا ہی کیا۔ منی رام جھونپڑی میں گر گیا۔ مکھ رام نے منی رام کی حفاظت کے لیے خود کو اس کے جسم پر پھینک دیا۔ اس کے بعد گھیرو اور نارائن نے کہا کہ وہ منی رام کو اس کے اندر رکھ کر جھونپڑی کو جلا دیں گے۔ سہی رام نے مشورہ دیا کہ بہتر ہو گا کہ منی رام کو ان کے گھر لے جایا جائے اور وہاں اسے مار کر اس کی لاش کو جلا دیا جائے۔ اس کے بعد مکھ رام کو گھسیٹ کر لے جایا گیا اور منی رام کی لاش کو گھوڑے پر بٹھایا گیا اور جالو نے اس پر چڑیا۔ اس کے بعد جماعت منی رام، جو اس وقت بے ہوش تھا،

بارے میں سن کر منی رام کو بچانے آیا۔ اس کی ملاقات جالو سے گھوڑے پر ہوئی جس کے قریب منی رام اور سہی رام

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پستول سے گولی چلائی جو اس کے پاس تھی اور وہ نیچے گر گیا اور اس کے فورا بعد ہی اس کی موت ہو گئی۔ جالو گھوڑے سے اترا اور بھاگ گیا۔ اس سے پہلے کہ دوسرے پہنچ پاتے رگبیر منی رام کو ایک بیر بل کے گھر لے گیا جہاں سے بعد میں اسے ہسپتال لے جایا گیا۔

گھیرو جو قریبی کھیت میں تھے آئے اور انہوں نے سہی رام کو مشورہ دیا کہ وہ منی رام کے ساتھ اس معاملے پر تنازعہ نہ کریں بلکہ پنچایت سے فیصلہ کروائیں۔ سہی رام، جوت رام اور گھیرو پھر میدان چھوڑ کر گاؤں کی طرف بڑھے۔ جاتے ہوئے جوت رام نے دیکھا کہ سہی رام کے پاس پستول ہے اور وہ اسے اپنے جوش و خروش میں اس کا استعمال کرنے سے

دوبارہ گاؤں شاملات میں ملے۔ رگبیر نے سہی رام کے ساتھ بدسلوکی کی اور اس پر گولی چلا کر اسے جان سے مار ڈالا۔ جوت رام کو خدشہ تھا کہ اسے بھی گولی ماری جا سکتی ہے، اس نے وہ پستول فائر کر دی جو اس نے سہی رام سے لی تھی اور ہو

آتشیں اسلحہ کا بھی استعمال کیا۔ ہو سکتا ہے کہ منی رام کو بھی ان گولیوں سے چوٹیں آئیں ہوں۔ ملزم نے اس بات سے انکار کیا کہ ان میں سے جوت رام اور گھیرو کے علاوہ کوئی بھی اس وقت موجود نہیں تھا۔

اس طرح ایک ہی واقعے کے دو متضاد ورژن تھے اور ان الگ الگ ورژن کی بنیاد پر دوجوابی مقدمے تھے۔ ہم منی رام کی شکایت پر شروع ہونے والے کیس اور اسے لگنے والے زخموں اور اس کے اغوا سے متعلق فکر مند ہیں۔ دوسرا

مبنی تھا۔ اس معاملے میں رگبیر اور منی رام کے خلاف سہی رام اور سلطان اور دلیپ کی موت کا سبب بننے پر دفعہ 302 کے ساتھ 109 بھی پڑھیں کو مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 302 کے ساتھ ساتھ دفعہ 34 پڑھیں کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔

لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا اور موجودہ مقدمے میں اپیل گزاروں اور جلو کو استغاثہ کے بیان کو قبول کرتے ہوئے مجرم قرار دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، عدالت عالیہ نے سزا کو برقرار رکھا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

اس عدالت میں قانون کے ایک سوال تک محدود رکھا جس پر اب ہم بحث کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا تعلق صرف اس معاملے سے ہے جس میں اپیل گزاروں پر منی رام کے خلاف جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا۔ دوسرے معاملے سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہے۔

ٹرائل عدالت میں استغاثہ نے رگبیر کو گواہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ تاہم رگبیر نے آئین کے آرٹیکل 20 کے تحت

پر پیش نہیں کیا اور اسے چھوڑ دیا۔

جب معاملہ عدالت عالیہ کے سامنے اپیل کے طور پر آیا تو اپیل گزاروں کی جانب سے کہا گیا کہ فاضل سیشن جج کا یہ فیصلہ غلط تھا کہ رگبیر آرٹیکل 20 کے تحفظ کا حقدار ہے اور اس فیصلے سے مقدمہ خراب ہو گیا تھا جس کے نتیجے میں ملزم رگبیر کی شہادت کے فائدے سے محروم ہو گیا تھا۔

کی سماعت کو خراب نہیں کرتی۔ یہ عدالت عالیہ کے فیصلے کا ایک حصہ ہے جسے اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے ہمارے

حمایت نہیں کی ہو گی یا اس نے سہی رام کو گولی مارنے کا اعتراف کیا ہو گا۔ یہ حقیقت کہ وہ بیان دینے کے لیے تیار نہیں

کے بیان سے کیس کیسے متاثر ہوتا؟ میرے خیال میں، اس نے جو کچھ بھی کہا تھا اس نے مقدمے کے دوسرے گواہوں کو قائل کرنے والی گواہی کی تردید نہیں کی ہو گی اور اس لیے عدالت کی اس سے جانچ کرنے میں ناکامی کسی بھی طرح سے مقدمے کے حتمی فیصلے کو متاثر نہیں کرتی ہے۔ فاضل وکیل نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ نے شہادت ایکٹ کی دفعہ 167 کی

کی کہانی کی حمایت نہیں کی، اس سے نتیجہ پر کوئی فرق نہیں پڑا، کیونکہ اس نے جو کچھ بھی کہا وہ دوسرے گواہوں کی قابل اعتماد گواہی کی تردید نہیں کی۔ فاضل وکیل کے مطابق، یہ نظریہ دفعہ 167 کی روح جائز نہیں تھا. ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس معاملے پر عدالت عالیہ کی رائے کا بیان خوشی سے نہیں کیا گیا ہے۔ دفعہ 167 کے تحت سوال اتنا زیادہ نہیں ہے کہ آیا مسترد کیے گئے ثبوت کو ریکارڈ پر موجود دوسری گواہی کے خلاف قبول نہیں کیا جاتی کہ آیا اس ثبوت کو فیصلے میں تبدیلی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سنگین سوال پیدا ہوتا کہ کیا ٹرائل کورٹ کا فیصلہ ان کے خلاف ہونے کے بجائے ملزم کے حق میں ہوتا، جیسا کہ ہوا۔
یہ ہمیں لگتا ہے حالانکہ دفعہ 167. اپیل گزاروں کی مدد نہیں کرتا۔ ریکارڈ سے یہ واضح ہے کہ استغاثہ، اگرچہ اس

شہادت دینے پر اعتراض کیا تو استغاثہ نے اسے چھوڑ دیا۔ لہذا ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جس میں یہ کہا جائے کہ شہادت کو شہادت ایکٹ کی دفعہ 167 کے تحت مسترد کیا گیا ہو۔ استغاثہ نے حقیقت میں رگبیر کو گواہ کے طور پر پیش نہیں کیا۔ نہ ہی ہمیں اس بارے میں کوئی اندازہ ہے کہ اگر وہ ثبوت دیتا تو اس نے کیا کہا ہوتا۔ نہ ہی یہ ایسا معاملہ ہے جہاں دفاع اسے گواہ کے طور پر چاہتا تھا۔

کے دفعہ 20 کے تحت شہادت دینے سے انکار کرنے کا حقدار تھا۔ ریکارڈ سے یہ بالکل واضح ہے کہ استغاثہ نے اسے دفعہ 20 کے تحت تحفظ کے دعوے پر گواہ کے طور پر پیش نہیں کیا۔ اس کے بعد اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ معاملے کے اس نقطہ نظر میں، یہ ماننا ضروری ہے کہ استغاثہ نے ایک اہم گواہ کو عدالت سے باہر رکھا ہے اور اس سے استغاثہ کے مقدمے کے خلاف منفی نتیجہ نکلے گا اور مقدمے کی منصفانہ نوعیت پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔ ہمیں اس سلسلے میں فاضل وکیل نے حبیب محمد بمقابلہ ریاست حیدرآباد کا حوالہ دیا تھا۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اگر کسی اہم گواہ کو جان بوجھ کر یا غیر منصفانہ طور پر پیچھے رکھا گیا ہے، تو مقدمے کی صداقت پر ایک سنجیدہ عکاسی کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی سزا کی صداقت کو چیلنج کرنے کے لیے اختیار ہو سکتا ہے۔

ویراتنے بمقابلہ کنگ میں کہا ہے کہ" گواہوں کو اس بیانیے کو سامنے لانا ضروری ہے جس پر استغاثہ مبنی ہے، یقینا، استغاثہ کے ذریعے بلایا جانا چاہیے۔"یہ دیکھا جائے گا کہ یہ امتحان کہ آیا کوئی گواہ موجودہ مقصد کے لیے اہم ہے، یا نہیں ہے کہ آیا اس نے دفاع کی حمایت میں ثبوت دیا ہو گا یا نہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ آیا وہ گواہ ہے" اس بیانیے کو سامنے لانے کے لیے ضروری ہے جس پر استغاثہ مبنی ہے"۔ گواہ اتنا ضروری ہے یا نہیں اس کا انحصار اس بات پر ہو گا کہ آیا وہ استغاثہ کے مقدمے کے کسی حصے سے بات کر سکتا ہے یا آیا ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اتنا واقع تھا کہ وہ ان حقائق کا ثبوت دے سکتا تھا جن پر استغاثہ انحصار کرتا تھا۔ تاہم ایسا نہیں ہے کہ استغاثہ ان تمام گواہوں کو بلانے کا پابند ہے جنہوں نے واقعہ دیکھا ہو اور اس طرح شہادت دے۔ لیکن اس کے علاوہ استغاثہ کو تمام اہم گواہوں کو طلب کرنا چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

تھا۔استغاثہ کا مقدمہ، جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، منی رام کو لگنے والی چوٹوں اور اس کے اغوا سے متعلق تھا۔استغاثہ کے

کہتا ہے کہ اس نے اپنے دفاع میں ایسا کیا۔یہ واقعہ بالکل الگ واقعہ ہے۔اپیل گزاروں پر جن جرائم کا الزام لگایا گیا تھا،

واقعات اس طرح نہیں ہوئے جیسا کہ استغاثہ نے بیان کیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ایک اچھا دفاع قائم کیا ہوگا۔لیکن اگر ایسا ہوتا تو وہ دفاع کے لیے صرف ایک گواہ اہم ہوتا اور اس بیانیے کو سامنے لانے کے لیے ضروری گواہ نہیں ہوتا جس پر استغاثہ کا مقدمہ مبنی ہے۔استغاثہ دفاع قائم کرنے کے لیے گواہوں کو بلانے کا پابند نہیں ہے بلکہ

مبینہ جرائم کے ارتکاب کے بعد پہنچا تھا، اس لیے وہ استغاثہ کے مقدمے کے بارے میں کوئی شہادت نہیں دے سکتا تھا۔لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپیل گزاروں کے وکیل کی یہ دلیل کہ استغاثہ کو منصفانہ مقدمے کی سماعت کو یقینی بنانے کے

میں ناکامی کی وجہ سے مقدمے کی سماعت بالکل خراب ہوئی ہے۔اس بات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ اپیل گزاروں نے رگبیر کو بطور گواہ ان کی طرف سے پیش کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

اس کے بعد فاضل وکیل نے نارائن کو دی گئی سزا کے سوال پر ہم سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ عدالت عالیہ نے انہیں زیادہ سزا سنائی کیونکہ یہ تاثر تھا کہ انہوں نے منی رام کے جسم پر پائی جانے والی واحد شدید ضرب دیا تھا۔ فاضل وکیل نے نشاندہی کی کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شدید چوٹ نارائن کی وجہ سے ہوئی تھی۔ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ دلیل جائز ہے۔تاہم یہ ظاہر کرنے کے لیے شواہد موجود ہیں کہ نارائن اعلی سزا کے لائق تھے۔یہ وہی تھا جس نے منی رام کے خلاف حملے کی ہدایت کی تھی۔ انہوں نے حملہ آور گروہ کے دیگر ارکان سے کہا کہ وہ مولا رام کا تعاقب کرنے سے باز رہیں کیونکہ منی رام اصل دشمن تھا اور اس سے نمٹا جانا چاہیے۔اسی پر منی رام کو شدید چوٹیں آئیں۔اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اپیل کنندہ نارائن کو دی گئی اعلی سزا جائز تھی۔

اس اپیل میں کوئی اور سوال پیدا نہیں ہوتا۔نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document